قصص القرآن کے اسلوب، فوائد اور حکمتیں

Styles, Benefits and Wisdom of Qisas Ul Qur'an

*سعدیہ ثمین

**عدنان

*** سید نعم بادشاہ

Abstract

Holy Qur'an has shed light on various nations and nations of the past as well as the situations and events of the Prophets in detail. In particular, the ratio of the events of the Prophets is more visible than other events. The importance of this topic is estimated from the fact that the names of some surahs contain the names of prophets, for example, Surah Yunus, Surah Hud, Surah Yusuf, Surah Abraham, Surah Muhammad and Surah Noah. The salient aspects of the events mentioned by the above-mentioned prophets are as follows, for example, the call of the prophets by the youths presented to their nations, the revelation of punishment in response to their disputation and denial. This research paper was written to highlight the style of Quranic stories by mentioning the wisdom and benefits of these events.

Keywords: Holy Qur'an, Quranic stories, wisdom, Prophets, various nations

قصص کی لغوی اور اصطلاحی تعریف 'قصص' قصة کی جمع ہے اس کی جمع اقاصیص بھی آئی ہے جس کے معنی بات ، خبر یا واقعہ کے ہیں۔ لیکن اصل لغت میں اس کے معنی نقشِ قدم پر چلنے کے ہیں ۔ جیسا کہ محاورہ ہے: قصصت اثرہ[1] (میں اس کے نقش قدم پر چلا) اور قصص کے معنی نشان کے ہیں جیسا کہ آیت قرآنی میں ہے:" فارتدا علی اثارھما قصصا"[2] "وہ اپنے قدموں کے نشانات ڈھونڈتے ہوئے واپس لوٹے"۔

*ایم فل سکالر، شعبہ اسلامک اسٹڈیز زرعی یونیورسٹی پشاور

**ویزٹنگ لیکچرر، خیبر لاء کالج، یونیورسٹی آف پشاور

**زرعی یونیورسٹی آف پشاور

اور 'القصص 'کے معنی اخبار متتبعه کے آئے ہیں جیسے قرآن میں ہے:

"إن هذا لهو القصص الحق" (3)

"بیشک یہ ان کے لیے سچی خبریں ہیں"

قصہ کے عام مفہوم میں اس کا لغوی معنی بھی موجود ہے کیونکہ قصہ میں انسان واقعات اور شخصیات کے تعاقب میں رہتا ہے اور قدم بقدم پیچھے چلتا ہے۔

قرآن حکیم میں یہ لفظ اپنے مادہ 'قاف' اور' صاد' کے ساتھ مختلف آیات میں دوطرح استعمال ہوا ہے (4):

مصدر کی صورت میں قصص

فعل ماضی اور امر کی صورت میں جیسے قص ، قصص ، فاقصص وغیرہ۔

ان آیات میں دولغوی معنی مذکور ہیں:

1. بیان کرنا
2. تعاقب کرنا۔

بعد میں اس لفظ کے مفہوم میں زیادہ وسعت پیدا ہوئی اور حکایت و اخبار و واقعات کے لیے استعمال ہونے لگا اور اس کے کئی مترادفات بھی سامنے آئے مثلاً خبر، نباء، اساطیر (أسطور کی جمع ہے)۔ مگر قرآن نے واقعات کے لیے قصص کی اصطلاح استعمال کی ہے جو اپنے اندر واقعیت اور صداقت کے مفہوم کو سموئے ہوئے ہے جب کہ دوسری اصطلاحات محض واقعہ اور حکایت کے مفہوم میں ہیں جو فرضی اور تخیلاتی بھی ہو سکتے ہیں ۔ اب عموماً اس لفظ کا اطلاق قصص الانبیاء پر ہوتا ہے یا عبرت و نصیحت آموز واقعات پر۔ قرآنی قصص سے مراد صرف وہ واقعات ہیں جنہیں انسان کی ہدایت و راہنمائی ، اصلاح وتربیت اور عبرت و نصیحت کے لئے پیش کیا گیا ہے۔(5)

قصص کی اقسام

قرآن حکیم کے بیان کردہ واقعات گذشتہ اقوام اور انبیاء کرام کے تذکروں کے ساتھ ساتھ مستقبل کے احوال پر مشتمل ہیں ان کی نوعیت کے پیش نظر انہیں مختلف اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

ہمارے خیال میں اگر ان قصص کو درج ذیل تین اقسام میں تقسیم کیا جائے تو اس سے قصص کا مفہوم واضح ہو جائے گا۔

1. قصص ماضیہ
2. قصص واقعیہ
3. قصص مستقبلہ و غیبیہ

قصص ماضیہ

قرآن حکیم نے گزشتہ دور کی مختلف اقوام وملل کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ انبیاء کرام کے حالات و واقعات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ بالخصوص انبیاء کے واقعات کا تناسب دیگر واقعات کی نسبت زیادہ نظر آتا ہے۔ اس موضوع کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ بعض سورتوں کے نام انبیاء کے ناموں پر مشتمل ہیں مثلاً سورۃ یونس، سورۃ ہود ، سورۃ یوسف، سورۃ ابراہیم، سورۃ محمد اور سورۃ نوح۔ ان میں سے سورۃ یوسف اور سورۃ نوح تقریباً مکمل ہی ان انبیاء کے تذکرے پر مشتمل ہیں ۔ قرآن حکیم میں جن 25 انبیاء کے واقعات ذکر کئے گئے ہیں ان میں مذکورہ کے علاوہ حضرت آدم ؑ ، حضرت شعیب ؑ ، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت صالح ؑ ، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق ؑ ، حضرت لوط ؑ ، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت موسی علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت الیاس ؑ ، حضرت یسع ؑ ، حضرت شموئیل علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت ذوالکفل ؑ ، حضرت عزیر ؑ ، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، اور حضرت عیسیٰ ؑ ہیں۔[6]

مذکورہ انبیاء کے ذکر کردہ واقعات کے نمایاں پہلو درج ذیل ہیں مثلاً انبیاء کی وہ دعوت جو انہوں نے اپنی اقوام کے سامنے پیش کی ان سے مجادلہ اور تکذیب کی پاداش میں عذاب کا نزول تخلیق آدم ؑ ، فضیلت و خلافت آدم علیہ اسلام اور آدم ؑ کا جنت سے زمین پر اُترنا – ابراہیم ؑ کی عظمت وفضیلت ، مشرکانہ ماحول میں ان کی دعوت توحید، آزمائشیں اور انعامات۔ صبر ایوب علیہ السلام، یوسف ؑ کے محاسن عصمت و پاکدامنی ، مصائب پر صبر ، ان کی داعیانہ شخصیت علم و حکمت اور حکومت و سیاست کا تذکرہ حضرت موسیٰ علیہ السلام، فرعون اور اس کی قوم کے درمیان پیش آنے والے واقعات نصرت الٰہی، موسیٰ ؑ اور بنی

اسرائیل کے واقعات، حضرت داؤدؑ اور سلیمان علیہ اسلام کی عظمت و فضیلت اور ان کی شکر گزاری کا تذکرہ ۔[(7)]

انبیاء ؑ کے علاوہ قرآن حکیم نے جن افراد واقوام کے واقعات ذکر کئے ہیں، ان میں ہابیل و قابیل ، طالوت، جالوت، لقمان، حضرت مریم علیہ السلام، ذوالقرنین ، مدین کے شیخ کبیر، برادران یوسف، اصحاب کہف ،قوم فرعون کا مرد صالح ، آذر، نمرود، فرعون، ہامان، قارون ، فرعون کے جادوگر، سامری ، جالوت، ملک یا عزیز مصر ، موسیٰ ؑ کے رفیق سفر (خضر)، اہلیہ ابراہیم علیہ السلام، اہلیہ لوط علیہ السلام، موسی ؑ کی والدہ، بہن اور بیوی، عمران کی اہلیہ، فرعون کی اہلیہ، ملکہ سبا، خواتین مصر، حواریین عیسیٰ علیہ السلام، اصحاب الجنۃ ، اصحاب القریۃ ، اصحاب الرس ،قوم سباء اصحاب الاخدود اور اصحاب الفیل ، قوم نوح علیہ السلام، قوم عاد ، قوم ثمود، اور قوم لوط علیہم السلام،قوم شعیب علیہ اسلام، قوم موسی ؑ وفرعون وغیرہ ۔ انسانوں کے علاوہ دیگر ذی شعور مخلوقات میں سے مختلف ملائکہ کا ذکر اور ابلیس کے واقعات ۔ ان کے علاوہ بھی کئی ایک واقعات ہیں ۔ بعض شخصیات کا ذکر بغیر نام کے آیا ہے۔

قصص واقعیہ

قصص واقعیہ سے مرادوہ واقعات ہیں جونزول وحی کے دوران وقوع پذیر ہوئے اور ان کا تعلق سیرت نبوی ﷺ اور عہد نبوت سے ہے۔ ان واقعات کے ذکر میں قرآن حکیم نے بالعموم اشخاص و افراد کے نام ذکر کرنے کے بجائے ان کے اوصاف و کردار کو نمایاں کیا ہے۔ ان میں اچھے اور برے ہر طرح کے کردار ہیں ، صحابہ کرام، منافقین، مشرکین اور یہود و نصاری کے تذکرہ میں یہی اسلوب اختیار کیا ہے ۔ البتہ صحابہ کرام میں سے حضرت زید بن حارثہ کا نام مستثنیات میں سے ہے۔ جن کا ذکران کے نام کے ساتھ سورۃ احزاب میں آیا ہے ۔[(8)] حضرت ابو بکر صدیق کا سورہ توبہ میں بغیر نام کے تذکرہ ہے۔[(9)] ازواج مطہرات کا ذکر سورۃ احزاب سورۃ طلاق اور سورۃ تحریم میں کیا گیا ہے۔ مختلف غزوات کا تذکرہ مختلف سورتوں میں کیا گیا ہے مثلا ًغزوۂبدر سورہ انفال میں، غزوہ احد سورۃ آل عمران میں، غزوہ خندق سورۃ احزاب میں صلح حدیبیہ سورۃ فتح میں مذکور ہے اور اہل روم کی فتح کا تذکرہ سورۂ روم میں آیا ہے۔ واقعۂ معراج اور انشقاق قمر بھی قصص واقعیہ میں شامل ہیں۔

مستقبلہ وغیبیہ

وہ واقعات جن کا تعلق مستقبل سے ہے اور جو عالم غیب کے متعلق ہیں مثلاً اشراط الساعۃ (علامات قیامت)، دابۃ الارض، خروج یاجوج و ماجوج، قیامت کے مناظر و احوال، صور حشر نشر، جنت کی نعمتوں اور جہنم کی ہولناکیوں کا ذکر، جنت کے پھلوں، باغوں، نہروں مختلف غذاؤں، مشروبات و ملبوسات اور حور وغلمان کا تذکرہ، جہنم کی مختلف سزاؤں کا ذکر، اللہ تعالی، فرشتوں اور جہنمیوں کی باہم گفتگو کا تذکرہ وغیرہ۔

قرآنی قصص کا اسلوب و خصوصیات

قرآنی قصص و واقعات اپنی منفرد اسالیب و خصوصیات کی بناء پر عام تاریخی واقعات سے مختلف پہلوؤں سے نمایاں اور ممتاز نظر آتے ہیں مثلاً:

قرآن حکیم تمام تاریخی کتابوں سے بالکل مختلف ہے جس میں افراد طبقات و اقوام کے سوانح اور احوال ایک زمانی ترتیب کے ساتھ اپنی تمام تر جزئیات کے ساتھ مندرج ہوتے ہیں۔ قرآن کا مقصد نہ قصہ گوئی ہے نہ تاریخ نگاری۔بلکہ وہ عبرت و نصیحت کا تذکرہ اور رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے۔جو انسانی نفوس کی اصلاح و تربیت اور قلوب کی تطہیر کے لیے اتارا گیا ہے۔ اس لیے قرآن حکیم واقعات کے صرف ان اجزاء کا ذکر کرتا ہے جن سے رشد و ہدایت اور ان جزئیات سے تعرض منظرِ عام پر آتا ہے جن کا مقصد ہدایت سے کوئی تعلق نہیں۔ اسی بناء پر اس میں یہ الزام بھی نظر آتا ہے کہ ایک واقعہ کو بھی برقرار رکھنے کے لئے ایک ہی جگہ ترتیب کے ساتھ ختم کردے بلکہ بسا اوقات ایک ہی واقعہ کو مختلف مقامات پر حسب موقع و ضرورت کہیں اجمال اور کہیں تفصیل کے ساتھ بیان کر دیتا ہے مثلاً حضرت آدم ؑ کے واقعہ کے مختلف ٹکڑے مختلف سورتوں میں مختلف مقامات پر ذکر کئے گئے ہیں۔ یہی اسلوب دیگر انبیاء مثلاً نوح ؑ، ابراہیم ؑ، موسیٰ ؑ، اورعیسی ؑ، وغیرہ کے بارے میں بھی نظر آتا ہے۔ جبکہ بعض واقعات صرف ایک ہی مقام پر ملتے ہیں۔مثلاً یوسف علیہ السلام، ہابیل و قابیل، اصحاب کہف،اصحاب الجنۃ،اصحاب القریۃ،ذوالقرنین،طالوت اور قارون کا تذکرہ ایک ہی مقام پر آیا ہے۔

قرآن حکیم نے اپنے مخصوص داعیانہ و ناصحانہ اسلوب کے پیش نظر انبیاء ؑ کے نہ تو شجر ہائے نسب ذکر کئے ہیں (جو بائبل میں مندرج ہیں) نہ وہ واقعات کے سن و سال کا تعیین کرتا ہے اور نہ ہی واقعات سے متعلق اعدادوشمار کی تفصیل پیش کرتا ہے، سوائے ان چند مستثنیات کے جن کا حوالہ عبرت و نصیحت اور مقصد ہدایت کے پہلو سے ضروری تھا۔ مثلاً عمر نوح ؑ[10]، اصحاب کہف کے طویل عرصہ پر مبنی نیند کا دورانیہ[11] اور حضرت عزیز ؑ کی حیات بعد الموت کا دورانیہ۔[12]

قرآن حکیم نے اسی لیے اصحاب کہف کی تعداد میں لوگوں کے اختلافی اقوال کا ذکر تو کیا ہے مگر ان کی تعیین سے گریز کرتے ہوئے اس کے علم کو اللہ کے سپرد کرنے کی ہدایت کی ہے۔(13) کیونکہ اس کا مقصد ہدایت سے کوئی تعلق نہیں یہ اسلوب راہنمائی کر رہا ہے کہ غیر ضروری امور میں بحث ونزاع کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لیے قرآن غیر ضروری سوالات کا جواب دینے کے بجائے اس بات پر روشنی ڈالتا ہے کہ اس واقع میں عبرت پذیری کا کیا سامان مضمر ہے اور اہل ایمان اس سے کیا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

قرآن حکیم نے قصص و واقعات کے انتخابات میں اس چیز کا لحاظ رکھا ہے کہ صرف انہی واقعات کو ذکر کیا جائے جو جزیرہ عرب سے تعلق رکھتے ہیں یا جو تاریخی حیثیت سے عربوں کے ہاں مسلم ہیں یا کسی حد تک ان کا تذکرہ ان کی جاہلی شاعری اور صدری روایات میں موجود ہے اور جن سے کسی حد تک ان کے کان آشنا رہے ہیں ۔ اور چونکہ مقصود تاریخ نگاری نہیں اس لئے کئی رسولوں کے واقعات ذکر نہیں کئے گئے جیسا کہ خود قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

﴿وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ﴾(14)

"بعض رسولوں کے واقعات ہم نے آپ کے سامنے بیان کر دیئے اور بعض کے بیان نہیں کئے"۔

قرآن حکیم میں مختلف واقعات کا کئی سورتوں میں بار بار اعادہ ہوا ہے، اس تکرار کے باوجود نہ کلام کا حُسن متاثر ہوا ہے نہ اس کی تلاوت سے طبیعت اکتاتی ہے بلکہ قاری ہر مرتبہ ایک نئے لطف اور کیف سے آشنا ہوتا ہے ۔ بظاہر آیات میں مشابہت کے باجود معمولی لفظی تغیر کے نتیجہ میں تدبر کے ذریعہ نئے نئے معانی و مفاہیم کا انکشاف ہوتا ہے۔یہ اسلوب واقعات بھی قرآنی اعجاز کے ایک اہم پہلو کو اجاگر کرتا ہے۔

قرآن حکیم نے اس دور میں جب کہ تاریخ صحت وصداقت سے محروم ہو کر افسانہ شمار ہونے لگی تھی، واقعات کو انتہائی احتیاط، صحت اور صداقت کے ساتھ درج کر کے موجودہ اور آئندہ نسلوں کی رہنمائی اور تربیت کے لئے محفوظ کر دیا اور اسے اس لائق بنایا کہ اس پر اعتماد کیا جا سکے۔ اس نے اقوام وملل اور اشخاص و افراد کے متعلق صرف انہی گوشوں کو بے نقاب کیا جن میں عبرت و نصیحت کا کوئی نہ کوئی پہلو موجود ہے۔ نیز اس نے ان واقعات کے گرد پھیلی ہوئی مختلف غلط فہمیوں کا ازالہ اور خرافات کا

پردہ چاک کر کے اور واقعات کو اپنی اصلیت کے ساتھ پیش کر کے انسانیت پر احسان کیا ہے۔ انبیاء کی دعوت، ان کی جد و جہد اور قربانیوں کے ذکر کے ساتھ ساتھ اس نے دعوت حق کے مخالفین کا بھی بڑی وضاحت سے ذکر کیا ہے اور اظہارِ حق کے معاملہ میں کہیں بھی تنگ نظری اور بخل سے کام نہیں لیا۔

قرآن حکیم کے واقعات کی منظر کشی کچھ اس انداز سے کی گئی ہے کہ اس کے کردار جیتے جاگتے نگاہوں کے سامنے حاضر نظر آتے ہیں [15] بالخصوص طوفان نوح کا منظر جو سورہ ہود میں بیان ہوا ہے اس کی ایک نمایاں مثال ہے کہ:

﴿وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ﴾ [16]

ترجمہ: "ایک کشتی تھی جو ان لوگوں کو پہاڑوں جیسی موجوں میں لئے چلی جارہی تھی "

حضرت نوح علیہ اسلام کی شفقت پدری بیدار ہوتی ہے اور وہ اپنے کافر بیٹے کو اضطراب و پریشانی کے عالم میں کشتی میں سوار ہونے کی دعوت دیتے ہیں:

﴿وَنَادَىٰ نُوحٌ ٱبْنَهُۥ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يَٰبُنَيَّ ٱرْكَب مَّعَنَا وَلَا تَكُن مَّعَ ٱلْكَٰفِرِينَ﴾ [17]

ترجمہ: "اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو جو تھا تکلیف میں (کہا) اے میرے بیٹے! تو سوار ہو جا ہمارے ساتھ اور نہ تو ہو نافرمانوں کے ساتھ"

حضرت نوح ؑ کی پکار کا نافرمان بیٹے پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ نشہ شباب میں مست یہ جواب دیتا ہے:

﴿قَالَ سَاوِيٓ إِلَىٰ جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ ٱلْمَآءِ﴾ [18]

ترجمہ: "میں ابھی ایک پہاڑ پر چڑھ جاتا ہوں جو مجھے پانی سے بچالے گا"۔

پریشان باپ آخری دفعہ پکارتا ہے:

﴿لَا عَاصِمَ ٱلْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ ٱللَّهِ إِلَّا مَن رَّحِمَ﴾ [19]

ترجمہ: "آج کوئی چیز اللہ کے حکم سے بچانے والی نہیں سوائے اس کے کہ اللہ ہی کسی پر رحم فرمائے"۔

اچانک منظر بدلتا ہے۔ ایک سرکش لہر آتی ہے اور اسے نگل جاتی ہے۔

﴿وَحَالَ بَيۡنَهُمَا ٱلۡمَوۡجُ فَكَانَ مِنَ ٱلۡمُغۡرَقِينَ﴾[20]

ترجمہ: "ایک موج دونوں کے درمیان حائل ہوگئی اور وہ بھی ڈوبنے والوں میں شامل ہوگیا"۔

اس واقعے میں اس ہولناک منظر کی اتنی عمدہ تصویر کشی کی گئی ہے گویا سارا منظر نگاہوں کے سامنے آگیا ہے۔اصحاب کہف کی تین صدیوں پر محیط نیند اور غار میں ان کے محو خواب ہونے کا منظر بھی قرآن حکیم نے بہت عمدہ اسلوب میں پیش کیا ہے۔ یہ تصاویر حرکت اور زندگی کے آثار سے بھرپور دکھائی دیتی ہیں۔[21]

قرآنی قصوں میں کہیں کہیں افسانوی اسلوب بھی اختیار کیا گیا ہے مگر ایسا اسلوب جو فرضی نہیں بلکہ حقیقت کے مطابق ہے جس میں زندگی کی جیتی جاگتی تصویر ہمارے سامنے پیش کی گئی ہے۔ عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اہل مغرب افسانہ کے موجد ہیں، حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم نے ہی واقعات کو افسانوی رنگ میں پیش کرنے کا ڈھنگ ہمیں سکھایا ہے۔ مثلاً قصہ یوسف جسے خود قرآن نے "احسن القصص" کہا ہے۔ یہ واقعہ کس طرح افسانوی انداز میں یوسف علیہ اسلام کے اس خواب سے شروع ہوتا ہے جس کا ذکر انہوں نے اپنے والد سے کیا تھا:

﴿إِذۡ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَٰٓأَبَتِ إِنِّي رَأَيۡتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوۡكَبٗا وَٱلشَّمۡسَ وَٱلۡقَمَرَ رَأَيۡتُهُمۡ لِي سَٰجِدِينَ﴾

ترجمہ: "جب یوسف نے اپنے باپ سے ذکر کیا کہ ابا جان میں نے گیارہ ستاروں کو اور سورج چاند کو دیکھا کہ وہ سب مجھے سجدہ کررہے ہیں"۔[22]

اور واقعات کی تفصیل کے بعد اسی خواب کی تعبیر پر اس کا اختتام ہوتا ہے کہ یوسف علیہ اسلام نے اپنے تخت پر اپنے ماں باپ کو اونچا بٹھایا اور سب ان کے سامنے سجدے میں گر پڑے تو انہوں نے فرمایا:

﴿وَقَالَ يَٰٓأَبَتِ هَٰذَا تَأۡوِيلُ رُءۡيَٰيَ مِن قَبۡلُ قَدۡ جَعَلَهَا رَبِّي حَقّٗاۖ﴾[23]

ترجمہ: "ابا جان! یہ ہے میرے پہلے خواب کی تعبیر جسے میرے رب نے سچا کر دکھایا"۔

علامہ اقبال بھی قرآنی واقعات کو افسانہ کی اصل قرار دیتے ہیں اور قصہ یوسف ؑ کے علاوہ دیگر قصص، مثلاً سلیمان علیہ اسلام اور ملکہ سبا کا قصہ اور موسی ؑ علیہ اسلام کی زندگی کے واقعات کو الہامی افسانے قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک مغرب والوں نے افسانہ لکھنا الہامی کتابوں ہی سے سیکھا ہے۔ البتہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ مغربی اہل قلم نے افسانے کے فن میں بہت جدت سے کام لیا ہے اور اس کی نوک پلک کو خوب سنوارا ہے۔(24)

قصص ِ قرآنی کے فوائد اور قصص القرآن کی حکمتیں

قصص قرآنی کے فوائد

انسانی شخصیت کی تعمیر و تشکیل، کردار سازی اور حقائق کی تفہیم میں واقعات کا انتہائی اہم اور موثر کردار رہا ہے۔ قرآن حکیم نے اپنے دلچسپ اور خوبصورت بیان میں واقعات وقصص پیش کر کے اس اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ ان کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کچھ مخصوص مقاصد رکھتے ہیں اور متعدد فوائد کے حامل ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہیں۔(25)

اثباتِ وحی ور سالت

قرآنی قصص کا ایک بنیادی مقصد وحی کی صداقت کا اظہار اور حضور کی نبوت و رسالت کا اثبات ہے۔ نبی
کریم ﷺ کا امی ہونے کے باوجود انسانی تاریخ کے واقعات ماضیہ کو انتہائی صحت و صداقت کے ساتھ پیش کرنا اور بعض واقعات کو خاص تفصیل کے ساتھ اور جزیات کی حد تک بیان کرنا نہ صرف وحی بلکہ خود آپ کی صداقت کا بین ثبوت ہے۔ مثلاً حضرت ابراہیم ؑ، حضرت یوسف ؑ اور حضرت موسیٰ ؑ کے طویل واقعات کا ذکر۔ قرآن حکیم نے یوسف ؑ کے قصہ کے آغاز ہی میں اس حقیقت کی طرف متوجہ کیا ہے۔

﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ ٱلْقَصَصِ بِمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانَ وَإِن كُنتَ مِن قَبْلِهِۦ لَمِنَ ٱلْغَٰفِلِينَ﴾(26)

ترجمہ: ”ہم آپ کے سامنے بہترین واقعہ پیش کرتے ہیں اس لئے کہ ہم نے آپ کی طرف یہ قرآن وحی کے ذریعے نازل کیا ہے اور یقیناً آپ اس سے پہلے بے خبروں میں سے تھے“۔

حضرت مریم علیہا السلام کے واقعہ میں مذکور ہے:

﴿ذَٰلِكَ مِنْ أَنۢبَآءِ ٱلْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَٰمَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ﴾(27)

ترجمہ: "غیب کی خبروں میں سے ہے جسے ہم آپ کی طرف وحی سے پہنچاتے ہیں آپ تو ان کے پاس نہ تھے جب کہ وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم علیہا السلام کی کفالت کرے گا اور نہ ہی آپ اس وقت ان کے پاس تھے جب وہ (اس معاملے میں) جھگڑ رہے تھے"۔

حضرت نوح ؑ کا واقعہ ذکر کر کے بھی اس حقیقت کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔(28)

طالوت وجالوت کے واقعات ذکر کرنے کے بعد کہا گیا ہے:

﴿تِلْكَ ءَايَٰتُ ٱللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِٱلْحَقِّ ۚ وَإِنَّكَ لَمِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ﴾(29)

ترجمہ: "یہ اللہ کی آیات ہم سچائی کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں"۔

یہ واقعات آپؐ کی رسالت کی دلیل ہیں ۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت و کردار، صداقت و امانت ، آپؐ کی نبوت و رسالت کی واضح دلیل ہے مگر اللہ تعالی نے تین واقعات کے بیان کو آپؐ کی نبوت کی دلیل قرار دیا ہے جو آپ کے لئے معجزات بھی ہیں اور جن سے آپؐ کی شان ، مرتبے اور مقام کا پتہ چلتا ہے۔(30)

قرآن حکیم کے مختلف واقعات جن میں واقعہ خضر اور ذوالقرنین بھی شامل ہے مفسرین کے نزدیک کفار کے مطالبے پر نازل ہوئے جن کے ذریعے وہ آپ ﷺ کا امتحان لینا چاہتے تھے۔ قرآن حکیم نے درست واقعات پیش کر کے حضور کے دعویٰ رسالت کی تائید کی۔

اشتراک دعوت ووحدت ادیان

قرآن حکیم اپنے ذکر کردہ واقعات کے ذریعے بھی ثابت کر رہا ہے کہ اسلام وہی دین ہے جس کی طرف تمام انبیاء نے دعوت دی ہے ۔ قرآن کی رو سے تمام انبیاءنے ایمان باللہ اور توحید کی دعوت دی ہے۔ ہر نبی نے اپنی قوم کو ان الفاظ کے ساتھ مخاطب کیا:

﴿ يَٰقَوۡمِ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنۡ إِلَٰهٍ غَيۡرُهُۥٓ ﴾(31)

ترجمہ:"اے میری قوم! صرف اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی معبود نہیں"۔

قرآن سابقہ انبیاء کرام ؑ (بالخصوص حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے بارے میں پیدا کی گئی غلط فہمیوں کا ازالہ کرتے ہوئے ان کی زندگی اور تعلیمات کو قصص کی صورت میں ہمارے سامنے پیش کرتا ہے جس کے ذریعے انبیاء کی سیرتوں ان کے عقائد و نظریات اور بنیادی تعلیمات اور دعوت کے رد عمل میں یکسانیت اور اشتراک کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔

عبرت ونصیحت

یہ حقیقت ہے کہ انسانی تاریخ کا ہر ورق صحیفہ عبرت ہے ۔قرآنی قصص کا ایک اہم موضوع سابقہ اقوام کی ہلاکت تباہی کا تذکرہ ہے۔ قرآن نے وحی اور آسمانی تعلیمات سے انحراف کے خطرناک نتائج وعواقب سے ڈرانے کے ساتھ ساتھ تعلیم وتفہیم کو زیادہ مؤثر بنانے کے لئے واقعات وقصص کی صورت میں سابقہ اقوام کی تاریخ بھی دُہرائی ہے تاکہ ان کے عبرتناک انجام سے سبق حاصل کیا جائے ۔ اس پہلو کی طرف متعدد آیات میں متوجہ کیا گیا ہے۔

﴿لَقَدۡ كَانَ فِي قَصَصِهِمۡ عِبۡرَةٞ لِّأُوْلِي ٱلۡأَلۡبَٰبِ ﴾(32)

ترجمہ:"ان واقعات میں عقل والوں کے لئے بڑی عبرت ہے"۔

قرآن عذاب زدہ بستیوں کی طرف اہل مکہ کو بالخصوص متوجہ کرتا ہے جن کے کھنڈرات اہل مکہ کے

تجارتی قافلوں کے سفر میں شام کو جانے والی اس شاہراہ پر دکھائی دیتے ہیں جسے قرآن نے "امام مبین"(33) کہا ہے۔ جس پر ان کے قافلے دن رات رواں دواں رہتے تھے۔

﴿وَإِنَّكُمۡ لَتَمُرُّونَ عَلَيۡهِم مُّصۡبِحِينَ وَبِٱلَّيۡلِۚ أَفَلَا تَعۡقِلُونَ﴾ (34)

ترجمہ:"یقیناً تم صبح وشام ان پر گزرتے ہو کیا تمہیں عقل نہیں"۔

قرآن حکیم نے قوم نوح علیہ السلام، قوم عاد، قوم ثمود ،قوم لوط علیہ السلام، قوم شعیب ؑ اور قوم فرعون کی ہلاکت و تباہی اور ان پر اترنے والے مختلف نوعیت کے عذابوں کا بار بار مختلف پہلوؤں سے

ذکر کر کے ان کے ظلم و سرکشی کے عبرتناک انجام سے ڈرایا ہے۔ ایک جگہ مختلف اقوام کے ظلم و سرکشی کا حوالہ دیتے ہوئے ان کی مختلف سزاؤں کا ذکر کیا گیا ہے تا کہ دید ِ عبرت ان سے سبق حاصل کرے۔

﴿ فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْبِهِۦ فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ ٱلصَّيْحَةُ وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ ٱلْأَرْضَ وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَاۚ وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوٓاْ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ﴾ (35)

ترجمہ: "ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہوں کی پاداش میں گرفت میں لیا۔ ان میں سے بعض پر ہم نے پتھروں کی بارش برسائی بعض کو سخت زور دار آواز نے دبوچ لیا اور بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور بعض کو ہم نے ڈبو دیا اور اللہ تو ان پر ظلم نہیں کر رہا تھا بلکہ یہی لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے"۔

تسکین و تثبیت قلب

آزمائشوں کے دور میں مختلف واقعات کے نزول کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ نبی کریم ﷺ اور مؤمنین کی حوصلہ افزائی کی جائے اور ان کی تسکین کا سامان بہم پہنچایا جائے تا کہ انہیں یقین رہے کہ اللہ کی مدد و نصرت اور تائید غیبی ان کے ساتھ اسی طرح ہے جس طرح سابقہ انبیاء اور ان کے امتوں کے ساتھ رہی۔ قرآن نے اس مقصد کی طرف بھی ایک آیت میں متوجہ کیا ہے۔

﴿وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنۢبَآءِ ٱلرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِۦ فُؤَادَكَۚ وَجَآءَكَ فِي هَٰذِهِ ٱلْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴾ (36)

ترجمہ: "پیغمبروں کے واقعات میں سے یہ واقعات ہم آپ سے بیان کرتے ہیں جن کے ذریعے آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں اور ان واقعات میں آپ کے پاس حق پہنچ چکا ہے اور ان میں سے ایمان والوں کے لئے نصیحت اور یاد دہانی ہے"۔

افراد و اقوام کے عروج وزوال اور ان کے اسباب کی نشاندہی

قرآن نے مختلف افراد و اقوام کے واقعات ذکر کر کے ان اخلاقی اقدار اور اصولوں کی بھی نشاندہی کی ہے جو عروج کا باعث ہیں اور منفی اقدار کی بھی نشاندہی کی ہے جو ان کے زوال کا باعث بنی

ہیں۔ قرآن نے مختلف انبیاء اور صالحین کے کردار اور اوصاف بالخصوص ان کی شکر گزاری، صبر و تحمل، استقلال و ثابت قدمی ، زہدو ورع ، عفت و پاکدامنی اور اصلاح کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے انعامات اور ربانی نوازشوں کا خصوصی تذکرہ کر کے ان کی زندگیوں کو ایک مثال اور نمونہ کے طور پر انسانیت کے سامنے پیش کیا ہے اور اس بات کی نشاندہی کر دی ہے کہ دُنیوی اور اخروی فلاح و ترقی انہی اصولوں کی پابندی اور ان برگزیدہ شخصیات کی پیروی میں مضمر ہے۔ قرآن نے مختلف قوموں کے زوال کا باعث ان کے فساد وعقیدہ ،ظلم وسرکشی ، نا انصافی ، تکبر و انانیت، اخلاقی بے راہ روی ، بدکاری ، تجارتی بد عنوانیاں (مثلاً ناپ تول میں کمی ۔ دھوکہ دہی)، اسراف اور تعیش پسندی، خود غرضی اور مفاد پرستی کو قرار دیا ہے۔ قرآن کی رو سے جب یہ قومیں آسمانی تعلیمات سے انحراف کر کے ان مصائب کا شکار ہوئیں تو غیرت حق جوش میں آئی، اللہ تعالیٰ کے عذاب کا ایسا کوڑا برسا کہ یہ قومیں مٹادی گئیں۔ ایک معاصر منکر قرآن نظر یہ تاریخ کی قدرو قیمت کے اس پہلو کی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ اس کا تعلق براہ راست قوموں کے عروج و زوال اور مشاہدہ ونتائج وعبر سے ہے اور تاریخ کے صفحات میں اصل دیکھنے کی چیز یہی ہے کہ کسی قوم کی بقاء و حیات کے وہ کون سے صحت مند، ابدی اور مسلم قدریں اور نظریات ہیں جن کی وجہ سے نہ صرف ان کو جینے کا حق ہے بلکہ اس کی مادی حالت بھی تسلی بخش ہے اور وہ کون سے ایسے اٹل روحانی و اخلاقی اصول ہیں جن کو نظر انداز کر دینے سے قوموں کی زندگی خسارے میں پڑ جاتی ہے۔ قرآن نے تاریخ کے اسی پہلو پر غور وفکر کی دعوت دی ہے اور یہ بالکل نئی بات ہے۔[(37)]

قدرت الٰہیہ کا اظہار

مختلف واقعات کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اپنی قدرت کا اظہار بھی فرمایا ہے کہ وہ قوانین فطرت کا پابند نہیں بلکہ وہ خود ان قوانین کا خالق ہے جب چاہے ان قوانین کو تبدیل کر سکتا ہے یا ان کے اثرات کو زائل کرنے پر قادر ہے ۔ مثلاً تخلیق آدم علیہ السلام، ولا دت عیسیٰ علیہ السلام، ابراہیم ؑ کے لئے آگ کا ٹھنڈا ہونا اور پرندوں کا دوبارہ زندہ ہونا۔ عزیر علیہ اسلام کا ایک سو سال کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور اصحاب کہف پر تین سو سال سے زائد عرصہ تک نیند طاری ہونا وغیرہ۔[(38)]

انسان طبیعتوں کالحاظ

واقعات وقصص سے انسانی دلچسپی قدیم زمانے سے ہے کیونکہ ان کے ذریعے انسان کے فطری ذوق کی تسکین ، قلب و ذہن کی تازگی اور طبیعتوں میں انشراح کی کیفیت پیدا ہوتی ہے ، مضامین کی تفہیم

زیادہ آسان مفید اور مؤثر ہوتی ہے اور اکتاہٹ کا ازالہ ہوتا ہے۔ قرآن نے بھی انسانی طبیعتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے انہیں بڑی اہمیت دی ہے۔ بعض مفسرین کے نزدیک صحابہ کرام نے مسلسل آزمائشوں کی وجہ سے حضور ﷺ سے کچھ واقعات وقصص سنانے کی خواہش ظاہر کی (تاکہ طبیعت کی اکتاہٹ کو دور کریں) تو ان کی تفریح کے لئے سورۃ یوسف علیہ اسلام نازل ہوئی۔ (39)

انسانی نفوس کی اصلاح و تربیت

قرآن حکیم کے مقاصد نزول میں سے ایک اہم مقصد انسانی نفوس کی اصلاح و تربیت ہے۔ انسانی شخصیت کی تشکیل و تعمیر، کردار سازی، اعلیٰ اخلاقی اقدار و اوصاف کی ترغیب اور بُرائیوں سے نفرت دلانے کا ایک مؤثر ذریعہ واقعات اور قصص ہیں جن سے انسان غیر شعوری طور پر متاثر ہوتا ہے اور بغیر کسی بیرونی دباؤ اور سرزنش کے محض اندرونی تحریک سے اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ قرآن بھی انسانی نفوس کی اصلاح و تربیت کے لئے واقعات کا سہارا لیتا ہے اور انبیاء وصالحین کے اعلیٰ اوصاف وفضائل مثلاً عبدیت، شکر گزاری، صبر و استقامت، اقامت دین کے لئے سخت جدوجہد ،زہد و ورع اور اخلاص وللّٰہیت کو نمایاں کرتا ہے اور برے کرداروں کے رذائل مثلاً تکبر ،انانیت ،ضدو تعصب ، خودغرضی، ظلم وسرکشی، ہوس پرستی اور خواہش پرستی وغیرہ کی بھی نشاندہی کرتا ہے۔ اس نے ہر قسم کے حالات و ماحول میں رہنمائی کے لئے مختلف افراد اقوام کے حالات، اچھے اور برے کرداروں، انسانی احساسات و جذبات اور امتحانوں اور آزمائشوں کا تذکرہ بڑی تفصیل اور وضاحت سے کیا ہے جن کے ذریعہ صحیح خطوط پر انسانی تر بیت ممکن ہے۔ اس تذکرہ میں دعوت و اصلاح کا فریضہ سرانجام دینے والوں کے لئے بھی راہنمائی کا خاصا مواد موجود ہے۔ ایک صاحب قلم نے قرآن میں مختلف قوموں کے واقعات کے تذکرہ اور نبی کریم ﷺ کو اس سے تفصیل کے ساتھ آگاہ کرنے کی حکمت کو نمایاں کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "وہ مرشد اعظم اور ہادی اکمل جو تمام اقوام کے لئے اور قیامت تک کے لئے تشریف فرما ہوا اس نے ہر معاشرے کی اصلاح کرنا تھی اور سخت حالات سے دوچار ہونا تھا اس کے مخاطب صحراؤں اور جنگلوں کے ناخواند عوام بھی تھے اور شہروں اور آبادیوں کے متمدن باشندے بھی، ملوکیت کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے غلام بھی تھے اور صنعت وحرفت میں اوج کمال تک پہنچے ہوئے لوگ بھی ، دولت وثروت کے خمار میں مخمور بھی اور مفلس و خستہ حال بھی۔ حضور کریم ﷺ نے ان مختلف طبقوں میں پیدا ہونے والی متنوع غلط کاریوں کی اصلاح کرنا تھی۔اس لئے اللہ تعالی نے سابقہ اقوام کی سیرتوں اور اپنے انبیاء پران کے اعتراضات اور دعوت حق کے

مقابلے میں ان کا ردِ عمل ایک ایک کر کے بیان فرما دیا تا کہ حضور کریم ﷺ کو ان تمام احوال سے آگاہ کر دیا جائے جن سے حضورؐ کو دو چار ہونا تھا تا کہ کوئی بات خلاف توقع نہ ہو اور کوئی ردِ عمل حیرت و استعجاب کا باعث نہ بنے"۔ (40)

قصص القرآن اور اس کی حکمتیں

قرآن حکیم میں دو قسم کے واقعات اور قصص ذکر کئے گئے ہیں ایک تو وہ واقعات ہیں جن کا ذکر کہیں ایک مقام پر آیا ہے مثلاً ہابیل و قابیل، قصہ قارون، قصہ طالوت وجالوت، سلیمان ؑ وملکہ سباء، ذوالقرنین، اصحاب کہف، حضرت یوسف ؑ وغیرہ۔ دوسرے وہ واقعات ہیں جن کا ذکر تکرار کے ساتھ ہوا ہے۔ ان میں سے چار قصے بہت نمایاں ہیں یعنی حضرت آدمؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت عیسی ؑ کے واقعات۔ واقعات کے اعادہ اور تکرار کا یہ اسلوب ایک عام قاری کے لئے بڑی اُلجھن کا باعث ہے کہ اگر یہ واقعات ایک خاص ترتیب کے ساتھ ایک ہی جگہ بیان کر دیئے جاتے تو زیادہ مناسب تھا۔ علماء نے اس تکرار کی متعدد حکمتوں کی نشاندہی کی ہے اور اس کی افادیت پر بحث کی ہے مثلاً

قرآنی قصص کے تکرار سے مقصود تذکیر و یاد دہانی ہے کیونکہ جس چیز کو تکرار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے اس سے تاکید وتوضیح کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ صاحب قصص القرآن لکھتے ہیں کہ "قرآن ابلاغ حق اور دعوت الی اللہ کے اہم مقصد کے پیش نظر صرف انہی وقائع کو سامنے لاتا ہے جو اس غرض و غایت کو پورا کرتے ہوں اور اسی لئے قرآن عزیز میں ان کی تکرار پائی جاتی ہے تا کہ سامعین کے دلوں میں وہ گھر کر سکیں اور فطری وطبعی رجحانات کو ان حقائق کی جانب متوجہ کیا جا سکے اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ ایک بات کو تلف پیرایہ ہائے بیان اور مناسب حال اسلوب نگارش سے بار بار دُہرایا جائے اور خوابیدہ قوائے فکر یہ کو پے بہ پے بیدار کیا جائے۔ (41)

قصوں کے بار بار اعادہ کے ذریعہ نبی کریم ﷺ اور ایمان والوں کو تسلی دی گئی ہے کہ وہ مایوس اور دل شکستہ نہ ہوں، حق کے داعیوں کو امتحانات اور آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے اور انجام کار وہی سرخرو ہیں۔ مصائب وآلام کے ماحول میں مختلف وقفوں سے واقعات کا نزول تثبیت قالب کے لئے ضروری تھا تا کہ ایسے حالات کا مقابلہ ہمت اور استقلال سے کر سکیں جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنۢبَآءِ ٱلرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِۦ فُؤَادَكَ﴾(42)

ترجمہ: "ہم رسولوں کے واقعات میں سے ہر ایک تمہیں سنا رہے ہیں جن سے تمہارے دل کو تقویت دیں"۔

قصص قرآن کی ایک اہم حکمت یہ بھی ہے کہ متعدد مقامات پر ایک ہی واقعہ کو ذکر کرنے سے ہر مقام پر واقعہ کے ایک پہلو کو نمایاں کر کے بیان کیا جاتا ہے تو دوسرے مقام پر اسی واقعہ کے کسی دوسرے پہلو کو اس کے سیاق و سباق کی روشنی میں واضح کیا جاتا ہے۔ سید سلیمان ندوی اس حکمت کی توضیح میں لکھتے ہیں:

"ایک بڑی وجہ ان قصوں کے تکرار کی یہ ہے کہ جس طرح ایک دلیل مختلف دعوؤں پر اثر کرتی ہے، ایک واقعہ سے مختلف نتائج مستنبط ہوتے ہیں اور متعدد موقعوں پر ان سے استشہاد پیش کیا جاتا ہے، اس لیے ہر جگہ ان قصوں کے اعادہ سے مختلف نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً حضرت موسیٰ ؑ کا قصہ قرآن میں بار بار آیا ہے مگر غور کرو، ہر جگہ ایک جدید نتیجہ کی طرف اس سے اشارہ کیا گیا ہے۔ کہیں تو اظہارِ قدرت کے موقع پر حضرت موسیٰ ؑ کا قصہ بیان کیا گیا ہے کہیں بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے اپنے احسانات کے اظہار کے موقع پر اس قصہ کا ذکر کیا ہے، کہیں نافرمان قوموں کی ہلاکت پر اس قصہ سے استشہاد کیا گیا ہے، کہیں اس سے بنی اسرائیل کی شرارت اور کفران نعمت ثابت کیا گیا ہے، کہیں اس پر اظہار احسان کیا ہے، کہیں اس سے فرعون کے کفروغرور اور نخوت کا تذکرہ مقصود ہے، کہیں اس سے انسان کی فطری کمزوری کا اظہار کیا گیا ہے۔ حضرت آدم علیہ اسلام کے قصے سے اللہ تعالیٰ کے احسانات، انسان کی کمزور ی نفس امارہ کی شرارت، نوع انسانی کی عظمت، غرور کی مذمت مختلف باتوں پر استدلال ہو سکتا ہے"۔(43)

یہ امر کہ تمام انبیاء میں سے صرف چند خاص انبیاءیعنی حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ ؑ کے واقعات کا اعادہ کیوں بار بار ہوتا ہے۔ اس کا جواب بھی فاضل ندوی نے یوں دیا ہے کہ:

"قرآن مجید کے اصلی مخاطب صرف چار تھے۔ عموماً عام انسان اور خصوصاً

مشرکین عرب، یہود اور نصاریٰ ۔عام نوع انسانی کی عبرت و تاثیر کے لیے
حضرت آدمؑ کے قصے کی تکرار کی جاتی ہے اور مشرکین عرب چونکہ
حضرت ابراہیمؑ کے بے انتہا گرویدہ اور معتقد تھے اس لیے ان کے لیے
حضرت ابراہیمؑ کے واقعات سے اور یہودیوں کے لیے حضرت موسیٰؑ
اور نصاریٰ کے لیے حضرت عیسیٰؑ کے قصوں سے استدلال پیش کیا جاتا
ہے"۔(44)

حواشی و حوالہ جات

1 ابن منظور، لسان العرب، نشر ادب الجوزۃ، بیروت، 1405ھ، مادہ ق ص ص، ج7/ص78۔
2 الکہف:64
3 یوسف:3
4 آل عمران:62
5 ابن منظور، لسان العرب، نشر ادب الجوزۃ، 1405ھ، مادہ ق ص ص، ج7/ص78۔
6 دیکھئے آیات یوسف:5۔ہود:120۔
7 دیکھیے آیات:الکہف:13۔ القصص:25۔ الاعراف:176۔
8 الکہف:25۔
9 الکہف:25۔
10 العنکبوت:14
11 الکہف:25۔
12 البقرہ:269
13 الکہف:22
14 النساء:64
15 غلام احمد حریری، قرآن کے فنی محاسن، فیصل اسلامک ریسرچ سنٹر، فیصل آباد، 1983ء، ص223۔
16 ہود:42۔
17 محولہ بالا۔
18 ہود:43۔
19 محولہ بالا۔
20 ایضاً۔
21 الکہف:17، 18۔

22 یوسف:4

23 یوسف:100

24 سعید راشد، مکالمات اقبال: بک کارنر، جہلم، نامعلوم، ص395۔

25 غلام احمد حریری، قرآن کے فنی محاسن، فیصل اسلامک ریسرچ سنٹر، فیصل آباد 1983، ص224۔

26 یوسف:3

27 آلِ عمران:44

28 ہود:49

29 البقرۃ:252

30 امام فخر الدین الرازی، تفسیر الکبیر، دار الفکر، بیروت 1398ھ، ج6/ ص71۔

31 الاعراف: 65، 73

32 یوسف:111

33 الحجر:79

34 الصافات:137، 138

35 العنکبوت: 40

36 ہود: 120

37 حنیف ندوی، لسان القرآن، ادارہ ثقافت اسلامی، لاہور، 1983ء، ج1/ ص18۔

38 امام ابو جعفر ابن جریر طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، دار المعرفۃ، بیروت، 1398ھ، ج12/ ص90۔

39 امام ابو جعفر ابن جریر طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، دار المعرفۃ، بیروت، 1398ھ، ج12/ ص90۔

40 پیر کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2015ء، ج2/ ص338۔

41 سیوہاروی، حفظ الرحمن، قصص القرآن مقدمہ، ادارہ اشاعت دینیات، لاہور (س۔ن) ج 1/ ص8، 7۔

42 ہود:120

43 سید سلیمان ندوی: مقالات سلیمان، نیشنل بک فاؤنڈیشن، 1990ء، ج3/ ص53۔

44 ایضاً